سوال

(50)بیس رکعات تراویح پڑھ کر آٹھ کو سنت اور باقی نوافل سمجھنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر کوئی حافظ قرآن اہل حدیث بیس رکعات تراویح پڑھاوے اوربیس رکعات کو سنت نبوی سمجھے اوربقیہ رکعات کو نوافل خیال کرے تو یہ درست ہے یا نہیں ؟ کیا بیس رکعات تراویح پڑھنا یا پڑھانا بدعت عمری ہے ؟ حالاں کہ ایک روایت مرفوع ضعیف بروایت ابن عباس بیہقي وطبراني وابن ابی شیبہ بایں الفاظ ائی ہے : ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر(نصب الرایہ 2/153)ونیزبیس رکعات تراویح پر تعامل صحابہ وتابعین بھی ہے : عن السائب بن یزید قال : کنا نقوم فی زمن عمر بن الخاب بعشرین رکعۃ والوتر رواہ البیہقی فی المعرفۃ قال النووی فی الخلاصۃ : اسناد صحیح (نصب الرایہ 2/154)

اور مولوی عبدالحق لکھنوی حنفی عمدۃ الرعایہ 1/233میں لکھتے ہیں :

نعم ثبت اہتمام الصحابۃ علی عشرین فی عہد عمر وعثمان وعلی فمن بعدہم أخرجہ مالک وابن سعد والبیہقی وغیرہم وما واظبت علیہ الخلفاء فعلا وتشریعا ایضا سنۃ.بحدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدیہ أخرجہ أبوداود

اور مقلدین اربعہ حرمین شریفین کا بھی اس پر عمل ہے۔ پس دریافت طلب امر یہ ہے کہ بیس رکعات تراویح پڑھنا یا پڑھانا آٹھ رکعات کو مسنون سمجھتے ہوئے درست ہے یا نہیں ؟ اوراس کو بدعت عمری کہنا کیسا ہے ؟ اوریہ اثر عمری سندا صحیح ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آٹھ رکعت تروایح کو سنت نبوی سمجھ کر پڑھ لینے کے بعد رات کے حصہ میں بطور نفل کے مزید اجر وثواب کے لیے کچھ اور رکعتیں ادا کرنا منع نہیں ہے۔ چنانچہ بعض سلف سے 40اور بعض سے 38اور بعض سے 34اور بعض سے 28اور بعض سے 24اور بعض سے 20تک پڑھنا منقول ہے ۔ لیکن سنت نبوی صرف آٹھ رکعت ہے۔ اس سے زیادہ اباحت اورجواز محض کے درجہ میں ہے ۔ کسی اہل حدیث حنفیوں کی طرح مسلسل 20رکعت تراویح پڑھنا اور یہ خیال کرلینا کہ 8رکعت تراویح مسنونہ ہوئیں اوربقیہ نفل میرے نزدیک ٹھیک نیں ہے۔ مقلدین 20رکعت کو جو نہ سنت نبوی ہے نہ سنت عمری سنت سمجھتے ہیں اوراس کا التزام کرتے ہیں اور 8رکعت پر اکتفا کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں۔ اس طرح 20رکعت تراویح مقلدین کا شعار ہوگئی ہے پس مقلدین کی طرح مسلسل 20رکعت پڑھنے سے ان کے شعار کو جوایک غیر مسنون چیز ہے تقویت ہوگی اورسنت نبوی سے اعراض اوراس کے ترک کی موہم ہوگی۔ ونیز یہ طریق کا مداہنت سے خالی نہیں ۔ ایسی صورت اغلبا وہیں پش آتی ہے جہاں مقتدی عام طور پر حنفی ہوں اوردوایک اہل حدیث

یاتراویح پڑھانے والا حافظ اہل حدیث ہوتا ہے اور مصلیان مسجد حنفی ۔ پہلی صورت میں ظاہر یہ ہے کہ اہل حدیث 20 رکعت اس لئے پڑھتا ہے کہ حنفیوں کی مخالفت کے طعن و تشنیع سے محفوظ رہے ۔ اوردوسری صورت میں اہل حدیث حافظ20 رکعت اس لئے پڑھاتا ہے کہ حنفی ہوش رہیں اور اس کوتراویح پڑھانے کی مشروط غیر مشروط اجر مل جائے ۔ کلتا الصورتين قبيحة عندنا بل لايجوز عندنا بل لايجوز عندنا أخذ الاجرة على التراويح

آپ کی پیش کردہ مرفوع روایت باتفاق امت سخت ضعیف بالکل ناقابل اعتماد ہے ملاحظہ ہو نصب الراية للزيلعي الحنفي وفتح القدير لابن الهمام الحنفي وعمدة القاري للعيني الحنفي والعرف الشذي للشيخ محمد انور الكشميري الحنفي وغيرهما من تصانيف الحنفيه پس آں حضرت ﷺ کی طرف سے 20 رکعت تراویح پڑھنے کی نسبت غلط اور باطل ہے ۔ اسی لئے مولوی انورشاہ صاحب مرحوم فرماتے ہیں : ولامناص من تسليم أن تراويحه عليه السلام كانت ثمان ركعات (العرف الشذی 2/234)

مولوی عبدالحئ صاحب کی طرح دوسرے حنفی علمانے بھی اس بات کا دعوی کیا ہے کہ 20 رکعت پر حضرت عمر دوسرے صحابہ کا اجماع ہوگیا ہے اورچوں کہ آپ ﷺ نے عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين فرمایا ہے اس لیے 20 رکعت پڑھنے کا گویا آپ ﷺ نے حکم دیدیا ۔ ملاحظہ ہو : ط حطاوی علی المراقی ماثبت بالسنة کشف الغمة عمدة القاری وغیرہ اوراسی ادعاء اجماع وتعامل صحابہ کی آڑے لے کر بعض مقلدین نہ یہ کہدیا ہے کہ حدیث مرفوع مذکور فی السوال اگرچہ ضعیف ہے لیکن عمل صحابہ کی وجہ سے قوی ہوگئی ۔ ملاحظہ ہو : اوجزالمسالک والکوکب الدری وغیرہ ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ (سنت نبوی 8 رکعت کے مقابلہ میں) حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی وغیرہ سے بیس رکعت کے متعلق جتنی روایتیں مقلدین نے اب تک ڈھونڈھ کرپیش کی ہیں ان میں سے کوئی سند صحیح نہیں ۔ سب کی سب مجروع ہیں (ہر ایک اثر اورروایت پر مفصل کلام وجرح تحفۃ الاحوذی (2/74/75/76) میں ملاحظہ کیجئے) چنانچہ آپ کاپیش کردہ اثر اس وجہ سے صحیح نہیں ہے کہ بیہقی نے اس کو دوسند سے روایت کیا ہے ۔ ایک سند میں دو (ابو عثمان عمرو بن عبداللہ البصری وابوطاہر الفقیہ) ایسے روای ہیں جن کے متعلق کچھ نہیں معلوم کہ وہ کون ہیں ؟ اورکیسے ہیں ؟ ۔ اوردوسری سند میں امام بیہقی کے شیخ ابوعبداللہ حسین بن محمد بن فنجویہ دینوری ہیں اور ان کاحال بھی معلوم نہیں ۔ اوریہ اثر اس لئے بھی غیر محفوظ ہے کہ یہ مؤطا مالک (247ص :85) سنن سعید بن منصور قیام اللیل لابی نصر (ص : 157) کااوس صحیح محفوظ روایت کے معارض ہے جس میں سائب بن یزید صحابی کہتے ہیں کہ : حضرت عمر کے زمانہ میں ہم لوگ گیارہ رکعت تراویح مع وترپڑھتے تھے اوریہ کہ حضرت عمر نے ابی بن کعب اور تمیم دارمی کومع وترگیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا ۔

اورجب 20 رکعت والے تمام آثار مجروع وضعیف ہیں اورحضرت عمر کے زمانہ میں ان کے حکم سے بجائے 20 رکعت کے صحابہ کاصرف آٹھ رکعت تراویح پڑھنا ثابت ہے ونیز تراویح کی رکعتوں کے بارے میں سلف کا مختلف عمل تھا (کماتقدم) یہاں تک کہ جنگ حرہ سے پہلے ایک سو سے زائد برسوں تک مدینہ والوں کا عمل 37 پر رہا ۔ تو 20 صحابہ پر وتابعین کا اجماع اور عمل ومواظبت کا دعوی غلط اورباطن نہیں تواورکیا ہے ۔ اورجب خلفاء راشدین وصحابہ کا 20 پر تعامل ثابت نہیں تومزعومہ تعامل واجماع ومواظبت کے ذریعہ حدیث ضعیف کی تقویت وتائید کاظن فاسد بھی ختم ہوگیا ۔ اوراگر ہم تھوڑی دیر کےلیے مان لیں کہ 20 رکعت تراویح حضرت عمر کی سنت ہے اوریہ کہ اس پر ان کے زمانہ میں لوگوں کا عمل تھا توسنت تھا توسنت نبوی عمری کوترجیح دینا یعنی : نبی معصوم ﷺ کے عمل کوچھوڑکر عمل صحابہ لے لینا کونسی فقاہت ہے ؟ ۔

ہمارےلیے شریعت وقانون صرف وحی جلی (قرآن) وحی خفی (حدیث) ہے جس کا مرجع الہی ہے ۔ صحابہ کوتشریع کامنصب حاصل نہیں اور عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين میں سنت الخلفاء سے مراد خلفاء کی وہ سنت ہے جس کا منشاء واصل سنت نبوی میں موجود ہو ۔

اورجب 20 رکعت تراویح نہ سنت نبوی ہے نہ سنت عمری نہ معمول صحابہ وتابعین حرمین شریفین بلکہ دنیا بھر کے مقلدین کا 20 پر عمل ہماری نظر میں کیا وقعت رکھے گا

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الصیام

صفحہ نمبر 154

محدث فتویٰ